www.emarsiya.com

۱ مطلع

جنگ کی جبکہ اجازت حرؑ غازی کو ملی
غل ہوا آیت نصرت حرؑ غازی کو ملی
سند روز شفاعت حرؑ غازی کو ملی
یا کلید در جنت حرؑ غازی کو ملی
جس سے دل تازہ ہوا ایسا گل تازہ پایا
تیرگی مٹ گئی چہرہ کی وہ غازہ پایا

۲

چوم کر پائے مبارک ہوا گھوڑے پہ سوار
دی صدا رعب نے افزوں ہوا مجرا عزّ و وقار
اس طرف قوت بازو تو ادھر تھا دلدار
اور تھا مثل سپر پشت پہ عبد دیندار
عزم شمشیر زنی چاروں دلیروں نے کیا
رخ نیستاں کا بپھرے ہوئے شیروں نے کیا

۳

حرکت کی مرکب ہوا سے تھے جو گھوڑے بیتاب
گرمی جنگ میں اڑنے لگے مثل سیماب
وہ رواروی وہ دوا دو وہ تگاپو وہ شتاب
ایسی شائستہ ہیں طے کرتے ہیں جو راہ ثواب
فوج ناری سے حضور شہ دیں جا پہنچے
باگ دوزخ سے جو لی سوئے جناں آ پہنچے

۴

فوج پر جاتے ہیں یوں ناصر شاہ دو جہاں
چتونوں سے ہے غضب رعب سے ہے چہرہ عیاں
چشم انصاف سے دیکھا جو سو فوج گراں
نکلے دو لاکھ سواروں میں یہی چار جواں
فوج ظالم سے سوئے لشکر عادل آئے
پھر جو لی باگ تو لاکھوں کے مقابل آئے

www.emarsiya.com

۵

جرأتیں وہ ہیں کہ آ کر سوئے گھوڑ دوڑ یکایک
ہیبتیں وہ کہ ڈرے شیر جو پہنچیں نزدیک
غیرتیں وہ کہ پسند آئے نہ افعال رکیک
شوکتیں وہ کہ ہوا تاج وفا فرق پہ ٹھیک
ولولے بڑھ گئے دیکھا جو نموداروں کو
جوش کھانے لگا خوں دیکھ کے تلواروں کو

۶

غرق ہیں زیور آہن میں بہادر ہمہ تن
دہشت ہلنے لگیں بالوں سے جو چھیڑیں تو سمن
رخت کو عاقبت اندیش سمجھتے ہیں کفن
یہ وہیں شیروں کی ہیبت سے کہ تھرائی ہے حسن
ہوتے ہیں قلب و جگر خوف سے شق گیتی کے
اک تزلزل میں ہیں آمد سے طبق گیتی کے

عہد کے سچے ہیں عالم میں ہنر جانتے ہیں
شیر دل وہ ہیں کہ سینوں کو سپر جانتے ہیں
منچلے ایسے کہ مرنے کو ظفر جانتے ہیں
تکیہ اللہ پہ ہے قبر کو گھر جانتے ہیں
آگے بڑھتے ہیں قدم خلد میں چلنے کیلئے
روحیں بے چین ہیں قالب سے نکلنے کیلئے

کہیں ہوتے بھی ہیں عالم میں خوش اطوار ایسے
جو پسند آ گئے اللہ کو کردار ایسے
حق کو پہچان لیا چاروں نے ہشیار ایسے
جان دیں نام پہ آقا کے وفادار ایسے
ساتھ کیا گل کا بھلا عاشق گلشن چھوڑیں
خاک بھی مٹ کے اگر ہوں تو نہ دامن چھوڑیں

۹

خود سر پر ہیں کہ تابندہ ہیں مہر اقبال
دوش پر ہیں یہ کمانیں کہ فلک پر ہیں ہلال
کم نہیں اخگر سوزندہ سے ہر تیر کی بھال
سپر ونکی ہے وہ گردش کہ فدا چشم غزال
پھل قبضے سے دلیروں کے کہاں جاتے ظفر
داب میں تیغ کہ محل میں ہے بلاتے ظفر

۱۰

آئے جب مجمع روباہ کے نزدیک وہ شیر
پہلے اک تیر کے پلّے پہ رُکے چاروں دلیر
دی جو گردش سپر و نکو ہوئی دنیا اندھیر
ہاتھ نیزے کے نکالے کبھی تو لی شمشیر
گھوڑے قابو میں جو تھے ران کی شہزوری سے
زلزلہ آ گیا شیروں کی سبک شوری سے

۱۱

جوہر دکھلا چکے میداں کا سراپا بحشم
گاڑ کر نیزے زمیں پر کئے آراستہ دم
لب پہ نعرے کہ نثار قدم شاہ امم
دل میں یہ دھیان کہ کیا ہے یہ سپاہ ظلم
زندہ ہوتا نہ یہ بیکس پہ جری گر ہوتے
جمع یوں ہوں کے نہ آتے جو دلاور ہوتے

۱۲

بڑھ کے دو چار لعینوں نے یہ دی حُر کو صدا
کیوں گیا تھا ادھر اب آیا ہے کیوں قصد ہے کیا
بگڑا سردار سے دشمن کا طرفدار ہوا
تیرا الجھانا ہی کچھ حق میں ترے بہتر تھا
ورنہ تنہا پہ ہزاروں کی چڑھائی ہوتی
بہت انجام بُرا تھا جو لڑائی ہوتی

www.emarsiya.com

۱۳

خیریت گزری کہ ہم لوگ نہ تھے واقف حال
کیوں یہ حجت ہوئی کیا ہے سبب طول مقال
ورنہ جا سکتا تھا تو پیش شہ نیک خصال
شاہ تک لاش کے گر سے بھی پہنچا تھے محال
لذت دید میسر نہ جہاں میں ہوتی
عصر کے بعد ملاقات جناں میں ہوتی

۱۴

حر سے فرمایا کہ تم فہم و فراست سے ہو دور
اذن لینے ہیں گیا تھا شہ والا کے حضور
پھر بھی خواہش تھی کہ ہوں عفو سب جرم و قصور
شاہ ورسے کہے انہیں حق کرو یا مجھ کو مسرور
درد بھی میرا سنا اور دوا بھی بخشی
کی عطا جنگ کی رخصت بھی خطا بھی بخشی

۱۵

پہلے تھا پاس نمک سے میں ستمگر کا شریک
اب ہوں لیکن جگر و جان پیمبر کا شریک
چھوڑ اگر اہ کو ہوں دین کے رہبر کا شریک
میرے حامی ہیں وہ میں ہوں شہ صفدر کا شریک
نہ وہ چھوٹے گا جو آئین سرافرازی ہے
انکا اقبال ہے اب اور مری جانبازی ہے

۱۶

بجاں ابن سعد ستمگار مطیع خناس
اسکے باعث وہ کیا جرم کہ بخشش سے تھی یاس
سدرہ سبط نبی کا یہیں ہوا ہے وسواس
ٹھکرتے ظالم کے ارادہ و تنہا تو نکلے کی ہراس
بندہ زر ہے لعین کا کوئی ایمان نہیں
دل جو کافر ہے نہ بدلے تو مسلمان نہیں

www.emarsiya.com

۱۷

اب بھی ہے فوج مرے ساتھ نہ لشکر ہمراہ
ہے کوئی ناصر تازہ نہ ہے یاور ہمراہ
یا ہیں میرے پسر و عبد و برادر ہمراہ
یا ہے اقبال شہنشاہ دلاور ہمراہ
علم و فتح ہے ہر طرح مگر ہاتھ مرے
کہ دعا خواہر شبیر کی ہے ساتھ مرے

۱۸

جو مجھے روکنے والے تھے کدھر ہیں وہ دلیر
کہدو ان سے کہ پھر آیا ہے وہ بپھرا ہوا شیر
پہلے جلدی تھی تو کس وجہ سے اب کرتے ہیں دیر
لیں سپر دوش سے اور میاں سے کھینچیں شمشیر
چار کس ہم ہیں ادھر لشکر بے پایاں ہے
ہاں اب آئیں کہ یہی گوئے یہی میداں ہے

۱۹

کثرت فوج پہ دعویٰ ہے تو ڈرتے نہیں ہم
جز خدا خوف کسی کا کبھی کرتے نہیں ہم
بات پر دیتے ہیں دم جینے پہ مرتے نہیں ہم
دب کے چلتا ہے جو کوئی تو ابھرتے نہیں ہم
کبھی تھوڑوں پہ نہ یہ تیغ شرربار کھنچی
جب کھنچی لاکھ ہی دو لاکھ پہ تلوار کھنچی

۲۰

آج بھی لائق تحسین و تفاخر ہوں میں
آبرو دی جسے اللہ نے وہ حر ہوں میں
اک رسالے کا جو افسر تھا وہی حر ہوں میں
لشکر اب دبتے ہیں جس سے وہ بہادر ہوں میں
سب بہ اعزاز و شرف دین کے حامی سے ملا
رعب یہ سبط پیمبر کی غلامی سے ملا

۲۱

خواہش اس رتبہ کی گر ہو تو ادھر سے ادھر آؤ
خلد کو چھوڑ کے واللہ جہنم میں نہ جاؤ
دل میں انصاف جو کچھ بھی ہے تو حق کو نہ چھپاؤ
دیکھو دنیا کے لیے دین کی عزت نہ گنواؤ
تو وہ ہو سیراب کئی روز سے پیاسے ہیں حسینؑ
کلمہ گو تم ہو پیمبر کے نواسے ہیں حسینؑ

۲۲

قول احمدؐ یہ بیاں کرتے ہیں ارباب یقیں
تم میں دو چیزیں امانت میں ہیں اے اہل زمیں
ایک ہے آل مری ایک ہے قرآن مبیں
ان سے کی جس نے عداوت وہ ہوا دشمن دیں
آج اسی آل سے سامان جدل تم نے کیا
خوب احمدؐ کی وصیت پہ عمل تم نے کیا

۲۳

حق پسندی نہ طبیعت میں نہ ہے خوف عذاب
قتل فرزند پیمبرؐ ہے گنہ یا کہ ثواب
سنکے یہ ہو گئے خاموش وہ سب خانہ خراب
سخن حق کا زمانہ میں بھلا کیا ہے جواب
ناطقے بند تھے یا قفل زبانوں پہ تھے
شمع خاموش کی تصویر زبان آور تھے

۲۴

بس کہ لکھوائے تھے خط شوق طلب شہ کو کیا
نکلے گھر سے تو انہیں راستہ ہی میں گھیرا
آ کے اس بن میں کیا نہر پہ اپنا قبضہ
اور دریا پہ ٹھہرنے کے لیے دی انہیں جا
نہر میں فاطمہؑ کے ابن علیؑ کا حق ہے
نہر شبیرؑ کا حق ہے کہ تمہارا حق ہے

www.emarsiya.com

۲۵

دی ابن سعد ستمگر نے یہ لشکر کو صدا
کہ زباں اس سے لڑائی کا نتیجہ ہے برا
جب یہ مرنے پہ ہے آمادہ تو ڈر ہے اسے کیا
ضرب شمشیر دریدہ دہنی کی ہے سزا
سلسلہ پہلے تھا جو کچھ اسے ہاں قطع کرو
سخن سخت کہی اب تو زباں قطع کرو

۲۶

حر نے فرمایا کہ جا دور بھی ہو او مکار
باگ اٹھاؤنگا تو دے گا ابھی تو راہ فرار
شیر ہر وقت رہا کرتے ہیں مشتاق شکار
اب جو کچھ تو نے کہا ہوگی گلے پر تلوار
بات جو حق ہے وہ نکلے گی دہن سے پہلے
قطع کر دونگا زباں قطع سخن سے پہلے

۲۷

پوچھو اس فوج کو کیا دیتا ہے ترغیب لعیں
ترک کیوں کرتا ہے ناموس عرب کا آئیں
انکو مرنے کا نہیں خوف جو ہیں اہل یقیں
اسکا پروانہ ہوں میں جو ہے چراغ رہ دیں
کور باطن کوئی سمجھا بھی نہ کافر ہوگا
نام روشن مرا ہوگا جو قلم سر ہوگا

۲۸

سن کے لشکر میں چھپا خوف زدہ ہو کے شقی
فوج ترغیب سے افسر کی رخش کرنے چڑھی
چھائی ڈھالوں کی گھٹا تیغوں کی بجلی چمکی
تیر سر ہوتے گئے بجنے لگے باجے جنگی
پرتو ابر سے نیزوں کی چمک ملنے لگی
گھوڑے کودا کے سواروں نے زمیں ملنے لگی

www.emarsiya.com

٢٩

خلف صاحب دلدل کا جو پیرو تھا جری
باگ گھوڑے کی ادھر حر دلاور نے بھی لی
ساتھ ہی تیغ پسر نے بھی کمر سے کھینچی
کیا نعرہ کہ نثار پسر سبط نبی
بھائی جھپٹا مدد اے بازوئے سرور کہہ کر
جا بڑا عبد بھی یا خواجۂ قنبر کہہ کر

٣٠

چاروں تلواریں چمک کر صف دشمن پہ گریں
بجلیاں کوندکے یا قلعۂ آہن پہ گریں
زرہیں جب سپر و مغفر و جوشن پہ گریں
دو کے جسم سوار و دو کے توسن پہ گریں
جیسے اٹھیں خانۂ بیداد کو ڈھاکر اٹھیں
چار دیوار عناصر کو گرا کر اٹھیں

٣١

بچتے ہوئے گئیں مسمار صفیں
بڑھ کے سرکیں صفت سایۂ دیوار صفیں
اس طرف ٹوٹی تھیں جمی تھیں اس پار صفیں
ایک حملے میں برابر سے گریں چار صفیں
ہر بہادر نے حصار صف دشمن توڑا
زور جب ملکے کیا قلعۂ آہن توڑا

٣٢

تیغ سے تیغ برابر سے جو پیکار ہوئے چار
بجلیاں کوندتی تھیں دیدۂ کفار تھے چار
سودے بکتے تھے یہی گرمی بازار میں چار
گرتے تھے خاک پہ دو دو ہوکے اک وار پہ چار
یوں کبھی ہاتھ اجل کے بھی نہ زنہار کھلے
چار دروازے جہنم کے بھی یکبار کھلے

۳۳

جلوۂ برق جہندہ تھی چمک تیغوں کی
کم نہ تھی شعلۂ سرکش سے لپک تیغوں کی
اُٹھ کے گرنے میں قیامت تھی جھلک تیغوں کی
غمزۂ شاہد نازک تھی لچک تیغوں کی
جو تھے سالم ابھی کشتوں میں ہیں داخل وہ بھی
زد سے جو دور تھے ہو ہو گئے گھائل وہ بھی

۳۴

کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہیں تیغیں
موذیوں کے لیے افعی سے سوا ہیں تیغیں
پے کفار غضب قہر خدا ہیں تیغیں
ہمہ تن جنگ ہیں سامان قضا ہیں تیغیں
موجیں مغفر کے حبابوں پہ نظر آتی ہیں
ناگنیں چار ہزاروں کو ڈسے جاتی ہیں

۳۵

ہم نبرد و ہی ہیں منہ کیوں ہوں پیارے انکے
ہیں یہ جوہر کہ چمکتے ہیں ستارے انکے
کم نہیں ابروئے قاتل سے نظارے انکے
جان لے لینے پہ قادر ہیں اشارے انکے
دست پاچہ نہیں چار وکے سبب اعدا ہیں
انگلیاں ہیں ملک الموت کے تیغیں کیا ہیں

۳۶

داور و دارو پیمبر ہوتے ہیں برابر ان کے
منہ یہ کس کا ہے چڑھے رہیں جو منہ پر ان کے
قدر داں ہیں یہی دو چار دلاور ان کے
کلیاں پھولوں کی ہیں سر بند کہ جوہر ان کے
یہی قاطع اثر شومی تقدیر کی ہیں
چاروں شاخیں شجر نصرت شبیر کی ہیں

www.emarsiya.com

۳۷

سوز بجھاتی تھیں مظلوم کے نالوں کیلئے
نیشتر تھیں دلِ پر کینہ کے چھالوں کیلئے
ناخنِ شیرِ درندہ تھیں شغالوں کیلئے
شکلِ آئینہ تھیں چار آئینہ والوں کیلئے
راہ مسدود ہوئی لاشوں کا انبار وہ تھا
جو دمِ جنگ دوچار ان سے ہوا چار وہ تھا

۳۸

حشر تھا لشکرِ اعدا میں بپا چار طرف
دوڑتی پھرتی تھی میداں میں قضا چار طرف
زخمیوں کے لئے تھا قہرِ خدا چار طرف
دنکو تھی چار ہلالوں سے ضیا چار طرف
انگلیاں اٹھتی تھیں ہر سمت کہ ہے رات نئی
چاندنی دھوپ میں پھیلی ہے یہ ہے بات نئی

۳۹

[illegible] تھی قلب و جگر چوپارہ
مہرو نیزہ و شمشیر و سپر چوپارہ
پائے مرکب قلم اسوار کا سر چوپارہ
ایک اک وار میں تھے بانیِ شر چوپارہ
ہاتھ میں تھی فتح لڑائی کا بنا ڈھنگ نیا
چار برگ ایک گلِ زخم ہے چو رنگ نیا

۴۰

[illegible] چاروں دلیر و نکو ہنر جنگ کے یاد
ملی تھی ایک کو جانبازیوں کے ایک سے داد
یہ سوا اس سے تھا ہمت میں تو وہ اس سے زیاد
دبے جاتے تھے سرانِ سپہ کفر نہاد
ایسے غازی ہیں یہ حیرت سے نہیں تکتے تھے
جو تھے ہم چشم وہ چار آنکھ نہ کر سکتے تھے

بڑھ گیا دل کی طرح گہہ پسر نیک سیر
ہاتھ بھر آگے رہا قوت بازو اکثر
عبد نے قتل کئے فوج لعیں کے افسر
حر کے حملوں سے ہوا تھا تہ و بالا لشکر
جو کڑی پڑ گئی جس پر وہ اسے جھیل گیا
جسکی تعریف ہوئی جان پہ وہ کھیل گیا

متفرق کبھی لڑتے تھے کبھی تھے یکجا
دور ہو جانے پہ بھی دل سے نہ ہوتے تھے جدا
ایسے ہنگامہ میں بھی ایک کا پاس ایک کو تھا
گھر گیا وہ تو مدد کے لئے یہ جا پہونچا
ایک کے درد سے تھی سب کو اذیت ہوتی
چاروں یکدل تھے نہ کیوں چوگنی قوت ہوتی

کیا جواب انکا بھلا چار زباں تھے چاروں
چار منزل میں بہم ہو کے رواں تھے چاروں
متفرق بھی یہاں جمع وہاں تھے چاروں
غضب و قہر الٰہی کے نشاں تھے چاروں
اس سے پہلے بھی زمانہ نے کیا کیا دیکھا
چار طوفانوں کو اک وقت نہ برپا دیکھا

جھپٹے بڑھتے کبھی سرداروں پہ کبھی
گہہ پیادوں کی صفوں پر تھے رسالوں پہ کبھی
مغفروں پر کبھی تلواریں تھیں ڈھالوں پہ کبھی
گاہ روباہ ہو نہ چلے تھے شغالوں پہ کبھی
ہوئے یک جا تو لڑائی کا نیا ڈھنگ ہوا
موت سے آئی جسے سامنے جو رنگ ہوا

www.emarsiya.com

تھے دم جنگ یہ جانباز ادھر چاروں ایک
خادم دہر جری بھائی پسر چاروں ایک
بہم انجام پہ رکھتے تھے نظر چاروں ایک
فرق تھا ہو گئے رتبہ میں مگر چاروں ایک
کیوں نہ ہو ناصر شاہ مدنی ہیں چاروں
چار یہ وہ ہیں کہ جو پنجتنی ہیں چاروں

اک اک تھی بڑی خانہ خراب ایک نہ تھے
کے میں قرنا و دف و چنگ و رباب ایک نہ تھے
تھا اتفاق ازلی مست شراب ایک نہ تھے
خاک و باد ایک نہ تھے آتش و آب ایک نہ تھے
ساتھ اک عمر کے چھوٹے نہ رہا شک باقی
تفرقہ جیسے عناصر میں ہے اب تک باقی

[illegible] بس تھا حر غازی بھی وہیں
کبھی نزدیک پسر کے کبھی بھائی کے قریں
تھا حمایت پہ کبھی عبد کی وہ صاحب دیں
حوصلے پست تھے رہ جاتے تھے ہیبت میں لعیں
نخل بدعت کی جدھر شاخ بڑھی چھانٹ دیا
جھٹ پڑی ہاتھ سے تلوار جسے ڈانٹ دیا

[illegible] نے میمنہ والوں کا برا حال کیا
عبد نے میسرہ فوج کو پامال کیا
قلب میں سینوں کو فرزند نے غربال کیا
حر نے ہر صف میں بلند اختر اقبال کیا
تھا حریف ان کا تو ان سب کا طرفدار بھی تھا
خود بھی لڑتا تھا معینوں کا مددگار بھی تھا

۴۹

لاش پر لاش گراتے تھے وہ چاروں ضیغم
بڑھتا جاتا تھا مگر نرغۂ افواج ستم
شمر ہر صف میں یہ دیتا تھا صدائیں پیہم
متفرق کرو ایسا کہ یہ پھر ہوں نہ بہم
جو گھرے کوئی اُسے آکے مدد دے نہ سکے
ہو یہ نرغہ کہ خبر ایک کی اک لے نہ سکے

۵۰

حکم یہ پاتے ہی اسواروں نے گھوڑے کڑکائے
بیچ میں آکے پیادوں نے پرے اپنے جمائے
غل تھا ہر سو کہ قریب ایک کے اک آنے نہ پائے
رکھو تیر و نیزہ اُسے جو بھی قدم آگے بڑھائے
گرز و شمشیر نہ برچھی کی انی کو روکو
جو بڑھے بہر مدد پہلے اسی کو روکو

۵۱

شمر کی جو جو کی لشکر ناری میں پکار
دم بدم بڑھنے لگا نرغۂ فوج کفار
ہیں کئی لاکھ اُدھر اور اِدھر صرف یہ چار
اب وہ رستے ہیں کہ ہیں کوہ سے رکنا دشوار
کشمکش ہے کہ ہوا بھی نہیں جا پاتی ہے
فوج اُمڈی ہوئی آتی ہے کہ سیل آتی ہے

۵۲

گھر گیا ایک طرف عبد حر عالی جاہ
ہو گیا ایک طرف بھائی پہ انبوہ سپاہ
چھپ گیا ڈھالوں کے بادل میں اُدھر نور نگاہ
لے خبر کس کی جری چار طرف بند ہے راہ
جس طرف کرتا ہے رخ سامنے تلواریں ہیں
درعہ پوشوں کی صفیں لوہے کی دیواریں ہیں

www.emarsiya.com

۵۳

اگر آمادہ حمایت پہ ہے غازی ہمہ تن
ہمہمہ کرتا ہے جب غیظ میں تھراتا ہے بن
وار جو ہے وہ ہے آہن شکن و سنگ شکن
توڑا اس صف کو تو اس غول میں پہنچا توسن
زخم کھا کھا کے دکھاتا ہے جری جوش اپنا
فکر ہیں ان کے بچانیکی نہیں ہوش اپنا

۵۴

دشت میں گونجتی ہے نعرۂ غازی کی صدا
یہی روباہوں میں غل ہے کہ اسد آ پہنچا
جنکو گھیرا ہے نہ ہو قتل میں انکے عرضا
کمک آ پہنچی تو پھر ہوگی قیامت برپا
آسرا سنے سے ہو جاتی ہے ہمت دونی
دو ہوئے ایک تو ہوجائیگی طاقت دونی

۵۵

اب جری تین دلیروں کو بچائے کیونکر
دفعۃً زور کو اس فوج کے ڈھائے کیونکر
پاس ہر شخص کے اک وقت میں جائے کیونکر
دل کی اُمید ہے مشکل میں بر آئے کیونکر
ہے وہ بلوہ کہ زمیں دشت کی تھراتی ہے
المدد کی کئی جانب سے صدا آتی ہے

۵۶

یہی آواز سناتا ہوا جاتا ہے جری
جو ہیں بزدل انہیں دھمکا کے ہٹاتا ہے جری
قتل ہوتا ہے وہ جو سامنے آتا ہے جری
پہ پرا توڑ کے اس صف کو دباتا ہے جری
پہنچا جس جا وہیں قسمت کو بگڑتے دیکھا
ایڑیاں خاک پہ ایک اک کو رگڑتے دیکھا

www.emarsiya.com

۵۳

آگئے بہرِ مدد اتنے میں سلطانِ انام
رعبِ عباسؑ سے بھاگی سپہ کوفہ و شام
دور پر جا کے کیا لشکرِ اعدا نے قیام
تعزیت کے لئے مہماں کے قریب آئے امامؑ
پایا غمگیں جو اُسے اشکوں سے منہ دھونے لگے
دیکھ کر شاہ رخِ حُرِّ جری رونے لگے

۵۴

سامنے عبدِ وفادار جو تھا خون میں تر
سرخ غصّے سے ہوا چہرۂ حُرِّ صفدر
تنِ مجروح پہ بھائی کے پڑی جبکہ نظر
زورِ بازو کا گھٹا تھام لی ہاتھوں نے کمر
غارِ غم تیرِ سہ شعبہ کی طرح بیٹھ گیا
دیکھ کر لاش کو فرزند کی دل بیٹھ گیا

۵۵

نصرتِ حضرت پہ ہیں آمادہ سبھی خوش کردار
جائیگا اور کوئی رن میں برائے پیکار
روئے کچھ دیر کہ نکلے دلِ سوزاں کا بخار
حُر نے کی عرض نہ اب روکئے مجکو زنہار
رہ کے دنیا میں الم کون اُٹھائے مولا
جسکو جانا ہو مرے بعد وہ جائے مولا

۵۶

بھائی کے لاشۂ خوں کو اُٹھا کر لیجا
حُر سے فرمانے لگے سبطِ رسولِ دوسرا
مرحبا اے مرے مہمان ترا کیا کہنا
جو کہ تھا حقِ محبت وہ کیا تو نے ادا
جنگ کی داغ سہے صبر کیا نام کیا
حق جزا دے تجھے اسکی کہ بڑا کام کیا

۶۱

صبر میں اجر ہے رونے سے بھلا فائدہ کیا
نصرت شہ میں یہ ہیجان ہوئے لشکر کی جا
حکم ملجائے تو لوں خون کا جا کر بدلا
شوق مرنے کا ہے جانباز کو جینے سے سوا
یہ تپش چاہئے غم دل سے بھلانے کے لئے
دیر ہوتی ہے مجھے خلد میں جانے کے لئے

۶۲

کہہ کے یہ آگے بڑھا عاشق و شیدائے حسین
پیکے لاشوں کو پلٹ آئے امام کونین
غم فرزند و برادر سے تھا گو دل بے چین
کلمۂ شکر تھا لب پر عوض شیون و شین
لوں قصاص ان سے یہ ٹھانے ہوئے تھا غم کے عوض
ہاتھ قبضے کی طرف بڑھتا تھا ماتم کے عوض

۶۳

سینے میں تھی عضد و غازی کے ابھرا تھا جو بخار
ہاتھ بھر جوش میں تھی میاں سے باہر تلوار
یہ ارادہ کہ رہے یاد کروں وہ پیکار
ضرب پر ضرب ہو پیہم تو چلے وار پہ وار
قتل ہوں یا خبر فتح و ظفر لیکے پھروں
ہاتھ آئے تو ابن سعد کا سر لیکے پھروں

۶۴

کبھی پر کبھی اپنی کبھی لشکر پہ نگاہ
کبھی یہ دھیان کہ حق کا ہے مددگار اللہ
جب امنڈتی تھی طبیعت تو نکلجاتی تھی آہ
غم سے رخ زرد تھا اور آنکھوں میں دنیا تھی سیاہ
یہ مسرت کی جگہ قلب غم اندوز میں تھی
تین داغوں کی چمک سینۂ پرسوز میں تھی

٦٥

ساقیا جلسہ کوئی جام مطہر دینا
پاک ہو دُرد سے وہ بادۂ اطہر دینا
دور آخر ہے یہ بعد اسکے نہ ساغر و مینا
غم سے خوں گھٹ گیا پیمانہ ذرا بھر دینا
پھول بیرنگ ہے غنچہ جو نہیں یارونکا
ساتھ چھوٹا ہوا ہے ساتھ کے میخوارونکا

٦٦

آتشِ آب کا کیا خاک طلبگار رہوں میں
اُبلے سینے ہیں ہیں پیاسونکا غمخوار ہوں میں
ساغرِ نصرت پیمبر سے سرشار رہوں میں
زخم جب تک نہ بھرینگے وہ دل افگار ہوں میں
ہوس مال نہ ہے حرص کہ دولت مل جائے
جام نصرت نہ سہی جام شہادت مل جائے

[illegible] اپنا تھا جانے دے اس افسانے کو
آگ میں جلنے سے مانع ہو نہ پروانے کو
دوست رکھتا ہیں دل زیست کے میخانے کو
بھر لے اب بہر خدا عمر کے پیمانے کو
تشنگی یاد زمانے کو رہے گی میری
پیاس بے ساغر کوثر نہ بجھے گی میری

کو ہوں بے مایہ مگر مال نہ زر چاہیے ہے
بات کا پاس ہے نالوں میں اثر چاہیے ہے
تیر و گرز نہ شمشیر و سپر چاہیے ہے
اب اکیلے کی بھی ہمت پہ نظر چاہیے ہے
نصرت سید ابرار کا دم بھر کے مروں
اتنی حسرت ہے کہ میدان کو سر کر کے مروں

شور وہ زیر و بم و دف کا وہ تاشوں کی کڑک
جاتی تھی جنگ کے باجوں کی صدا تا بہ فلک
تابش مہرۂ آلات وغا کی وہ چمک
تھی عیاں آتش بیداد کے شعلوں کی لپک
کچھ سوا ڈھال سے منہ شامیوں کے کالے تھے
پیر قیں سرخ نہ تھیں آگ کے پرکالے تھے

۶۹
و جمی پھر کے پرے پھر ہوا سامان وغا
نیزے تانے ہوئے پھر آئے سواران وغا
کم نہ تھا حشر سے انبوہ بیابان وغا
کثرت فوج سے پنہاں ہوا میدان وغا
طبقے ہل گئے لشکر پہ یہ لشکر آئے
پشت ماہی میں سم گاو زمیں در آئے

کر سکتا تھا جو سبقت یہ مطیع شبیر
برق شمشیر بھی چمکی جو ہوئی بارش تیر
جا پڑا ایسا تھا ارادے کے فرس بے تاخیر
وار ہونے لگے چھٹنے لگی لشکر کی بھیڑ
آتش قہر الٰہی کا شرارہ چمکا
چمکی تلوار کہ نصرت کا ستارہ چمکا

[illegible] سرکشی لشکر شر
خون کی ہے پیاس یہ کہتی تھی زبان خنجر
تیر کیں ڈھونڈتے تھے ہر ہدف قلب و جگر
نخل انصاف قلم کرنے کو اٹھے تھے تبر
پھل ہے نیکی کا بدی خلق میں کیا طور ہے یہ
کہتی تھی شاخ کماں باغیوں کا دور ہے یہ

۴۲

آئی اس صف پہ بنا ہی وہ پرا ٹوٹ گیا
تیغ سے جس کا نصیب آکے لڑا پھوٹ گیا
رہزن مرگ نے کس قافلہ کو لوٹ گیا
پھر سے پیدا ہوا زندہ جو کوئی چھوٹ گیا
آفت آجاتی ہے تیغ اُٹھ کے جدھر گرتی ہے
دھار سی بجلی کے ہوتے ساتھ اجل پھرتی ہے

۴۳

ڈر سے چھپ کر ہوئے فق شاہد گلشن سحر
پھولی میداں میں شفق خوں کی ادھر اور ادھر
بسکہ تھی شعلہ فشاں صارم حر صفدر
ناریوں کے لئے ممکن تھی کسی جا نہ مفر
شور ابلیسیوں میں تھا کہ عقاب آتا ہے
سر پہ تیغ آتی ہے یا تیر شہاب آتا ہے

۴۴

جب چمک کر وہ اُٹھی رن میں اُجالا دیکھا
جب گری کوند کے لشکر تہ و بالا دیکھا
زیر ہر نخل بدن خون کا تھالا دیکھا
آنچ ایسی تھی کہ ہر ڈھال کو کالا دیکھا
قابل دید تھا دم وقت روانی اس کا
ایک طوفان تھا ٹھہرا ہوا پانی اس کا

۴۵

[illegible] دیتے تھے پلک سے اسکے
باختہ ہوش تھے ایک ایک جھلک سے اسکے
دل پھٹے جاتے تھے سینوں میں لپک سے اسکے
ہول اُٹھتا تھا کلیجوں میں چمک سے اسکے
چشم افروز و سرافراز و جگر دوز یہ ہے
شور تھا ناریوں میں شعلۂ جانسوز یہ ہے

۴۷

آگے اس موج کے ہے کارِ سرِ مثلِ حباب
اور گردوں کی صراحی کے لئے قطرۂ آب
منتخب تیغ ہے ہر وصف نہ کیوں ہو نایاب
یہ صفائی کا ہے مثل اور نہ برش کا ہے جواب
خون میں ڈوبے تو سوا صاف ورق سے نکلے
چاند جس طرح کہ بے داغ شفق سے نکلے

۴۸

اٹھ کے جب گرتی ہے جاتی نہیں خالی تلوار
کاہشِ جاں ہے گلے کاٹنے والی تلوار
گر کے اٹھی تو ہوئی اور بھی عالی تلوار
بن گئی چاند محرم کا ہلالی تلوار
دیدۂ زخم سے ہر دشمن بد خو رویا
جس سے چار آنکھ ہوئی خون کے آنسو رویا

۴۹

ہے سبک تول میں اور ضرب میں بھاری تلوار
جان لیتی ہے گلے ملتے ہی پیاری تلوار
اس نے پانی بھی نہ مانگا جسے ماری تلوار
ہے مطیعِ غضبِ حضرتِ باری تلوار
خون جس میں کہ برستا ہے وہ برسات ہے یہ
غل یہی ہے کہ بچو مرگِ مفاجات ہے یہ

۵۰

دوست کی دوست ہے دشمن کی ہے دشمن تلوار
موم کی طرح گلا دیتی ہے آہن تلوار
کاٹتی ہے سپر و مغفر و جوشن تلوار
ہاتھ غازی کا بلوری ہے تو روشن تلوار
رزم کو بزم کہو محو یہ ہے مہوش وہ ہے
شمع کا نور یہ ہے شعلۂ سرکش وہ ہے

۸۱

آگے اس تیغ کے تیغ صفہانی کیا ہے
اسجگہ برق کی بھی شعلہ فشانی کیا ہے
دھار تلوار کی کہتی ہے کہ پانی کیا ہے
باڑھ کا قول کہ دریا کی روانی کیا ہے
اُف رے تیزآب کہ لوہے کا بھی دل نرم ہوا
آنچ سے اور بھی بازار قضا گرم ہوا

۸۲

یا علی کہہ کے ہر اک صف میں در آتا تھا دلیر
جن سے چشمک تھی نظر ان سے ملاتا تھا دلیر
ضرب کو روک کے تلوار لگاتا تھا دلیر
کبھی تکبیر کی آواز سناتا تھا دلیر
آجتک کیوں نہ معرف ہو خدائی اسکی
شان اسلام دکھاتی تھی لڑائی اسکی

۸۳

بسکہ دلیر ہے جری زخم زباں کھائے ہوئے
جوش میں جاتا ہے رہوار کو دوڑائے ہوئے
تیغ کھینچے ہوئے ابرو پہ شکن لائے ہوئے
گم کئے دیتا ہے لشکر کے حواس آئے ہوئے
رکلا جاتا ہے ابھی پھیر جو کچھ راہ کا ہے
رخ یہیں سے پسر سعد کی خرگاہ کا ہے

۸۴

بڑھ کے اب روک لے کوئی یہ نہیں ہے جرأت
جس نے کی دست درازی ہوئی اسکو خفت
قصد راکب کا بتاتی ہے فرس کی سرعت
حس نہیں کرتی نظر فرق سکون و حرکت
باگ کو ہاتھ لگا دے کوئی دشوار یہ ہے
جس کا نقطہ نہیں ثابت ہے وہ پرکار یہ ہے

۸۵

راہ دیتی ہے دبکر سپہ کوفہ و شام
کیوں رکیں چلتے ہوئے پاؤں کوئی وجہ قیام
ہے علم خون ٹپکتی ہوئی برّان صمصام
ہاتھ بھی چل گئے دو اک جو ملا مجمع عام
زور بڑھ بڑھ کے لعینوں کا گھٹا جاتا ہے
ابر بجلی کے تھپیڑوں سے پھٹا جاتا ہے

۸۶

جس طرف باگ کو پھیرا ادھر آیا رہوار
دہنی سے اس غول سے اس صف میں در آیا رہوار
کبھی اس جا کبھی اس جا نظر آیا رہوار
بچ گئی فوج میں بجلی جدھر آیا رہوار
کاسہ سر پہ جہاں ٹاپ پڑی بال آیا
طبقہ خاک کا ہلنے لگا بھونچال آیا

۸۷

…تیغ کے لہو کا تھا جو پیاسا لشکر
پاس اس کا تھا کہ اسوار کو پہونچے نہ ضرر
دل کے دل ہی میں رہے لاکھ بڑھے بانی شر
رہ گئی کھینچ کے کہیں تیغ کہیں اینٹھکے سپر
رو میں کچھ نالۂ نخچیر سے آگے آیا
ساتھ کڑکی جو کماں تیر سے آگے آیا

۸۸

ساتھ جانے میں نہ ہے وہم ہی صادق تھا گماں
ابھی اس جا نظر آیا ابھی دیکھا تھا یہاں
دور تھے منتظر وقت جو لشکر کے جواں
آنکھ جھپکی تو ملا گرد قدم کا نہ نشاں
وار کس سرکش و بدطینت و بدظن پہ نہ تھا
ہاتھ چلنے بھی نہ پایا تھا کہ سر تن پہ نہ تھا

www.emarsiya.com

۸۵

راہ دیتی ہے دبکر سپہ کو فروشام
کیوں رکیں چلتے ہوئے پاؤں کوئی وجہ قیام
ہے علم خون ٹپکتی ہوئی برانِ صمصام
ہاتھ بھی چل گئے دو اک جو ملا مجمع عام
زور بڑھ بڑھ کے بعینوں کا گھٹا جاتا ہے
ابر بجلی کے تھپیڑوں سے پھٹا جاتا ہے

۸۶

جس طرف باگ کو پھیرا ادھر آیا رہوار
دہنے کے اس غول سے اس صف میں در آیا رہوار
کبھی اس جا کبھی اس جا نظر آیا رہوار
مچ گئی فوج میں ہلچل جدھر آیا رہوار
کاسہ سر پہ جہاں ٹاپ پڑی بال آیا
طبقہ خاک کا ہلنے لگا بھونچال آیا

تن تنہا کے لہو کا تھا جو پیاسا لشکر
پاس اس کا تھا کہ اسوار کو پہونچے نہ ضرر
دل کے دل ہی میں رہے لاکھ بڑھے بانی شر
رہ گئی کھینچ کے کہیں تیغ کہیں اٹکے سپر
رو میں کچھ نالۂ نخچیر سے آگے آیا
ساتھ کڑکی جو کماں تیر سے آگے آیا

ساتھ جانے میں نہ ہے وہم ہی صادق نہ گماں
ابھی اُسجا نظر آیا ابھی دیکھا تھا یہاں
دور تھے منتظرِ وقت جو لشکر کے جواں
آنکھ جھپکی تو ملا گرد قدم کا نہ نشاں
وار کس سرکش و بدطینت و بدظن پہ نہ تھا
ہاتھ چلنے بھی نہ پایا تھا کہ سر تن پہ نہ تھا

www.emarsiya.com

۸۹

ایسا فارس ہو تو کیوں ہو نہ وفادار فرس
لیکے مجمع سے نکل جاتا ہے ہر بار فرس
چلنے دیتا نہیں راکب پہ کوئی وار فرس
تیغ چمکی جو یہاں اڑ گیا اس پار فرس
ہے یہ مطلب کہ ہوا چلتے ہوئے ساتھ تھکے
پاؤں گر میرے سلامت ہیں تو کیوں ہاتھ تھکے

۹۰

یہ فرس وہ ہے جو ہے تشنہ کے ہراول کا فرس
قافلہ کا ہے شہیدوں کے یہ خاموش جرس
ہے یہ رہوار کا رہوار عسس کا ہے عسس
خلد تک اسکو پہنچ جانے میں ہیں چند نفس
دم میں یہ راہ سے برسوں کی گزر جاتا ہے
لیکے مقتل سے شہادت کی خبر جاتا ہے

۹۱

غم و فرزند و برادر کا جو آتا تھا خیال
جوش بڑھ جاتا تھا کچھ اور بھی ہنگام جدال
کہتا تھا داغ مرے دل کے مٹیں ہے یہ محال
جبتک ان باغیوں کی ہو گی نہ کھیتی پامال
چین مرنے پہ بھی کب زیر مزار آئے گا
خون بہا لونگا تو کچھ دل کو قرار آئیگا

۹۲

دب کے ہوتی تھی جو پسپا سپہ کوفہ و شام
دور سے شمر ستمگار یہ کرتا تھا کلام
اے دلیران عرب شرم و حیا کا ہے مقام
یہ تو ہم چشم تمہارا ہے نبی ہے نہ امام
داغ عباس کا شبیر کو دو گے کیونکر
پسر حیدر صفدر سے لڑو گے کیونکر

۹۳

اس نصیحت سے نہ ہوتا تھا مگر کچھ حاصل
پاؤں اُکھڑے ہوئے تھے فوج کے ٹوٹا ہوا دل
عقل ناموروں کی دہشت سے ہوئی تھی زائل
ایک تلوار سے اور خوف سے تھے سو بسمل
جانب جادۂ بے خوف نہیں پھر جاتے تھے
کتنے ایسے تھے کہ بے موت مرے جاتے تھے

۹۴

بے حواسی میں لئے تھے عوض تیغ سپر
تیر کے بدلے کمانوں سے ملاتے تھے تبر
ڈھال سر پر کوئی رکھتا تھا سمجھ کر مغفر
آگے بڑھنے کی جگہ ہٹتے تھے پیچھے یکسر
پاؤں لرزاں تھے جو دہشت سے تو دم چھوٹے ہوئے
ماہر جنگ تھے ارباب ہنر بھولے ہوئے

۹۵

پیش لشکر کے بڑھ آئے تھے وہ پچھتا رہے تھے
گرز اُٹھائے تھے جو ہاتھ انکے بھی تھرا رہے تھے
بھاگنے والے جو تھے بھیڑ سے گھبرا رہے تھے
سہم کر ڈر سے کماندار بھی چلّا رہے تھے
جو تھے ہم چشم وہ سب آنکھ چرا کر بھاگے
منہ پھریروں میں علمدار چھپا کر بھاگے

۹۶

[illegible] کسی جا تھے تو نقارے کہیں
ڈر سے جاؤش گریزاں کہیں ہرکارے کہیں
تھے ہناں خوف سے ثابت کہیں سیارے کہیں
تیغ کے مارے کہیں خوف کے تھے مارے کہیں
خاتمہ ہر ستم نامتناہی کا ہوا
چھوٹے ہتھیار بھی ساماں یہ تباہی کا ہوا

www.emarsiya.com

۹۷

دم سواروں میں تو رہواروں میں جانیں نہ رہیں
دل میں جرأت نہ رہی منہ میں زبانیں نہ رہیں
بھالیں تیروں پہ تو نیزوں پہ سنانیں نہ رہیں
سرد بازار ہیں رونق پہ دکانیں نہ رہیں
رنگ بیرنگ ہے جس سمت نظر پڑتی ہے
لٹ گئی جنس گراں قدر تو خاک اڑتی ہے

۹۸

تھا نہاں خیمہ میں دہشت سے ابن سعد لعین
جاتا تھا فکر میں بیدین کے یہ صاحب دین
منتشر چار طرف خوف سے تھا لشکر کیں
دم بدم شیر کے حملوں سے لرزتی تھی زمیں
جو نگہباں تھے انہیں قتل کیا چن چن کر
دل ہلا جاتا تھا نعروں کی صدا سن سن کر

۹۹

خیمہ [illegible] گیا اک فرسخ کا باب
ہوتے جاتے تھے رسائی کے مہیا اسباب
قطع کر ڈالے کبھی یہ کبھی کاٹے وہ طناب
خیمہ جھکنے جو لگا بھاگ گیا خانہ خراب
جو کہا تھا نہ پھرا اس قول سے دیندار پھرا
مار کر نام پہ نامرد کے تلوار پھرا

۱۰۰

جس پہ بسنا تھا دلاور کا کہ بگڑی تقدیر
آ پڑے پشت پہ تھے خیمہ کے جتنے بے پیر
دور جو بھاگ گئے تھے وہ لگانے لگے تیر
چھلکے پاس سے بھی خنجر و گرز و شمشیر
گہہ پیادوں کا یورش گاہ سواروں کا ہوا
نرغہ بیکس پہ اکیلے پہ ہزاروں کا ہوا

www.emarsiya.com

۱۰۱

ہو گیا چور جو زخموں سے وہ جانباز وجری
اک بلندی سے پکارا یہ ابن سعد شقی
اے طرفدار حسینؑ اب ہے طبیعت کیسی
مجھ سے بدلہ لیا تو نے ابھی تک کچھ بھی
کوئی یا بند زباں نام نہ تیرا لے گا
بعد مرنے کے قیامت میں عوض کیا لے گا

۱۰۲

حرؑ نے فرمایا کہ بےشرم حیا تجھکو نہیں
کون ابھی بھاگ کے خیمہ میں چھپا تھا یہ بعیں
بیچ میں آ گئے تھے تیرے عوض جو بے دیں
دیکھ لے خاک پہ آلودہ خوں ہیں کہ نہیں
تیرے جانبازوں کو یا اور کسی کو مارا
ان کو مارا جو ستمگر تو تجھی کو مارا

۱۰۳

[illegible] ہو آیا ہوں کہاں سے میں کہاں
کر دیئے کتنے ہی ٹیلے ترے لشکر کے جواں
کتنے رہوار یہ کوتل سو صحرا میں رواں
تجھ پہ بھاری ہے مری لاش بھی او بے ایماں
آتش خوف سے تن شمع کی صورت گھل جائے
اب بھی گر سامنے آجائے تو حقیقت کھل جائے

۱۰۴

بھر کے غیظ میں جھپٹا تھا ادھر یہ دیندار
کہ ہوا خوف سے پھر وہ عقب فوج فرار
کی جو لشکر نے یورش چلنے لگے وار پہ وار
ہاتھ زخمی جو ہوئے رک گئی آخر تلوار
ڈھال بھی اب نہیں غازی سے سنبھالی جاتی
تیغ جو چلتی ہے تن پر نہیں خالی جاتی

www.emarsiya.com

۱۰۵

سر کے زخموں کا رکابوں سے ٹپکتا ہے لہو
ضعف سے ہاتھ بھی اور پاؤں بھی ہیں بیقابو
گرز سے فرق ہے تبر سے ہیں شکستہ پہلو
ایک غازی پہ ہیں ٹوٹے ہوئے دولاکھ عدو
اور دکھے ہوئے دل کو ہیں دکھائے جاتے
وار پر وار ہیں زخمی کو لگائے جاتے

۱۰۶

گرد ہے فوج عدو بیچ میں ہے جرّی
تیغ جو کھینچ گئی وہ خون میں بیکس کے بھری
اب سنبھلتا نہیں گھوڑے پہ عدم کا سفری
پہ سہارا بھی گیا باگ بھی ٹوٹ کے گری
گرز کی ضرب سے تیورا گیا مہمان حسینؑ
کہا گرتے ہوئے گھوڑے سے کہ قربان حسینؑ

[illegible] ہی خبر لے گئے شاہ ذی جاہ
کھینچی تلوار کمر سے تو جگر سے اک آہ
کیا حملہ کہ گریزاں ہوئے میداں سے سپاہ
پہنچے لاشے پہ تو دیکھا کہ ہے احوال تباہ
اکھڑی سانسوں کو سینے میں سماتے دیکھا
آنکھیں مہمان کو دنیا سے پھراتے دیکھا

[illegible] دیکھے یہ حال امام دوجہاں
جانب خلد روانہ ہوا پیاسا مہماں
پیچھے لاش کو انصار بصد آہ و فغاں
سب تھے مغموم و حزیں نالہ زن و گریہ کناں
حوریں لینے کو در خلد پہ تھیں آئی ہوئی
لاش پر دھوپ میں تھی رحمت رب چھائی ہوئی

www.emarsiya.com

۱۰۹

پہنچی خیمے میں یہ جس دم خبرِ غم آ گئیں
بیبیاں حُر کو عزیزوں کی طرح رونے لگیں
شورِ ماتم سے فلک ہل گیا تھرّائی زمیں
سب سے فرمانے لگیں زینبِ مغموم و حزیں
وعدہ جہاں سے جو تھا اسکو وفا کرتی ہوں
کہو آمین میں بخشش کی دعا کرتی ہوں

۱۱۰

اس طرف لاش پہ روتے ہیں امامِ ابرار
اس طرف روح کو حُر کی نہیں جنت میں قرار
دھیان جنگل کی طرف باغ سے جی ہے بیزار
پھول آنکھوں میں کھٹکتا ہے ہر اک صورتِ خار
تازہ خادم کو ولی ابنِ ولی کا ہے خیال
دلکو تاراجیٔ گلزارِ علی کا ہے خیال

۱۱۱

شہ سلطاں جو ہوا ہو گا پئے مہمانی
قدسیوں کی ہو گی خوشی کے عوض اشک افشانی
صبح سے شیر پہ تھی پیاس کی طغیانی
میں یہ کہتا ہوں پیا ہو گا نہ ہرگز پانی
کب وہ اسوقت میں تھا بھولنے والا شہ کو
چھوڑ کر آیا تھا دو روز کا پیاسا شہ کو

۱۱۲

مومنو غور کرو دل میں یہ ہے غور کی جا
چور زخموں سے جو حُر خلد میں پہنچا ہو گا
کیا ہوئی ہو گی نہ حوروں میں قیامت برپا
جب کہا ہو گا کہ سید پہ ہے بیداد و جفا
خون میں تر سبطِ رسول الثقلین آتے ہیں
پیاسے دو روز کے مقتل سے حسین آتے ہیں

۱۱۳

پوچھا ہوگا سبب انکار کا حیدر نے ضرور
عرض کی ہوگی یہ حُر نے کہ ابھی ہوں معذور
پیاسے ہیں تین شب و روز سے شاہ جمہور
ان سے پہلے ہو ہمیں سیر اب نہیں یہ منظور
عصر کے بعد سے گا تو پیوں گا پانی
ہوں گے سیراب جب آقا تو پیونگا پانی

۱۱۴

آخر از خمسہ کر اب ختم بیان حسین
دو ہی فقروں میں ترسے ہوگی یہ مجلس تحسین
آسماں تک ہے زمیں سے زہے شیون و شین
داد دیں گے تجھے محنت کی امام کونین
وقت مشکل میں تری عقدہ کشائی ہوگی
جو کے صدقے میں جہنم سے رہائی ہوگی

کتبہ نثار علی پیر علی
[illegible]

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

خمسہ متحیرہ

دوسرا ستارہ

حال پسران حضرت زینب

"آج اے زورِ قلم قوتِ تحریر دکھا!!"

از
علامہ آرزو لکھنوی

ناشر
مکتبہ سلطانی بمبئی نمبر ۳